بہترین امت

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

(فیجی آئی لینڈ کے انٹرنیشنل شہر نادی (عینڈی) کے عظیم الشان تبلیغی مرکز میں بروز جمعرات 12 ستمبر 2006ء احباب نے حضرت شیخ الحدیث صدر الوفاق صاحب کے خطاب کا مشورہ کرلیا تھا اور اس کے لیے خلاف معمول ریڈیو پر اعلان بھی کروایا تھا، جس کی وجہ سے شہر بھر سے علمۃ الناس اور ملک بھر سے علماء کرام جوق در جوق تشریف لائے تھے، مغرب سے عشاء تک حضرت نے خطاب فرمایا، مفتی شہزاد صاحب (فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی) نے ریکارڈنگ کروائی اور مولوی سہیل صاحب (فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی) نے کیسٹ سے اتارا۔ افادہ عام کے لیے پورے خطاب کا متن پیش خدمت ہے۔ ....(ادارہ)

الحمدللّٰہ نحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ باللّٰه من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده اللّٰه فهو المهتد، ومن يضلله فلن تجدله ولياً مرشداً، أما بعد.

فأعوذ باللّٰه من الشيطان الرجيم، بسم اللّٰه الرحمن الرحيم ﴿كنتم خير أمة أخرجت للناس ، تأمرون بالمعروف، وتنهون عن المنكر، وتؤمنون باللّٰه...... ﴾ صدق اللّٰه العظيم.

ہمارے دوستوں اور احباب نے حسن ظن کی بناء پر ہمیں اس بات کا مکلف کیا کہ ہم آپ کے سامنے بیان کریں، یہ ان کے حسن ظن کی بات ہے، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میں یہاں بیان کرنے کا اہل نہیں ہوں اور جہاں تک مجھے معلوم ہے دعوت وتبلیغ کے اصول میں بھی اس کے لیے کوئی واضح گنجائش موجود نہیں ہے۔

بہر حال چوں کہ یہ طے کر دیا گیا ہے کہ مجھے بیان کرنا ہے۔ تو اس لیے کچھ باتیں میں آپ کے سامنے بیان کروں گا اللہ تبارک وتعالی قبول فرمائے اور ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے...... آمین۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن کریم کی اس آیت میں جس کو میں نے آپ کے سامنے پڑھا ہے اللہ تبارک وتعالی نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم بہترین امت ہو اور لوگوں کی رہنمائی کے لیے تمہیں پیدا کیا گیا ہے۔ تمہارا کام ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ایمان باللہ۔

آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اس کائنات ہستی میں جو انسان آباد ہیں ان کو تمام

خلائق کے تمام تعلقات سے منقطع کر کے اللہ کے ساتھ ان کا تعلق جوڑنے کے لیے آتے ہیں۔ دنیا میں بہت سے کام ہیں اور بے شمار مخلوق ہے جو ان کاموں کے اندر لگی ہوئی ہے اور اپنی پوری صلاحیت خرچ کرنے کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ سے ان کا کوئی رابطہ اور کوئی تعلق نہیں ہوتا اور یہ بات انتہائی افسوس کی ہے اور تکلیف کی ہے کہ جس خالق کائنات نے پیدا کیا ہے جس نے وجود عطا کرنے کے ساتھ ساتھ اس وجود کو قائم رکھنے اور اس کو برقرار رکھنے کے لیے تمام وسائل مہیا کیے ہیں اور جو اپنے احسانات اور انعامات کی بنیاد پر بالکل بے مثال اور بے نظیر ہے اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں کے اندر اسی طرح کا انہاک ہو جائے اور اس طرح کی مشغولیت ہو جائے کہ سارا وقت بھی انہیں چیزوں کے لیے ہو اور ساری صلاحیت بھی انہیں چیزوں کے لیے ہو تو یہ بات عقل کے بالکل خلاف ہے پیدا کرنے والا کون ہے؟ پیدا کرنے کے بعد پھر جتنے آپ کے مسائل ہیں جتنی آپ کی ضرورتیں ہیں اور جتنی آپ کی حاجتیں ہیں ان کو پورا کرنے کا سامان کس نے پیدا کیا؟ آپ کو بھی اس نے پیدا کیا اور آپ کی ضروریات کا بندوبست بھی اس نے کیا اور آپ کی سوچنے کی سمجھنے کی بولنے کی سننے کی اور سبق حاصل کرنے کی جو استعداد اور صلاحیت ہے وہ بھی اسی نے عطا کی تو یہ سب کچھ تو اس کا کرم ہے سب کچھ تو اس کا انعام ہے اور سب کچھ تو اس کی مہربانی ہے اور اس سے تعلق نہیں!!! یہ بات عقل کے بالکل خلاف ہے، عقل اس کی اجازت نہیں دیتی، لیکن دنیا ہے کہ وہ خلاف عقل پر ڈٹی ہوئی ہے، خلاف عقل پر وہ چل رہی ہے اور خلاف عقل پر انہوں نے پوری توانائیاں اور پوری صلاحتیں صرف اور خرچ کر رکھی ہیں، تو اس کج روی اور اس بے راہ روی اور اس غلط طریقے کی اصلاح کے لیے حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام تشریف لائے وہ انسان کو یہ بات سمجھاتے ہیں اور انسان کو یہ بات جتاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس کائنات کی چیزوں کے ساتھ مشغول ہونے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ تمہارا ربط اور تعلق ختم نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ ہی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے ساتھ تعلق ہو اور اس کے احکام کی پیروی کی جائے کیوں؟ اس لیے کہ آپ انسان ہیں آپ کو پیاس لگتی ہے آپ انسان ہیں آپ کے لیے جوش وہوش ظاہر کرنے کے مواقع بھی آتے ہیں آپ انسان ہیں، آپ کے لیے پست ہمتی، پژمردگی اور بے بسی کے حالات بھی سامنے آتے ہیں ان تمام حالات میں آپ کو اللہ کے ساتھ اپنا رابطہ رکھنا چاہیے اس لیے کہ اس نے اجازت دی ہے کہ آپ جائز طریقے سے اپنی پیاس بجھائیں جائز طریقے سے آپ اپنی بھوک ختم کریں جائز طریقے سے اپنی سردی اور گرمی کا بندوبست کریں کسی چیز پر پابندی تو نہیں، کوئی بھی انسان جتنی اس کی حاجتیں ہیں جتنی اس کی ضرورتیں ہیں ان تمام حاجات کو ان تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کی اجازت دی گئی رہے۔ انصاف کے تقاضے بھی پورے ہوتے رہیں حقوق کی ذمہ داری بھی انجام پاتی ہے۔ کوئی اس کے اندر نہ ظلم ہے۔ نہ اس کے اندر کوئی زیادتی ہے نہ حقوق کے اندر آپ سے لاپروائی رکھی گئی ہے۔ آپ کی ساری حاجات ساری ضروریات کو پورا کرنے کا اللہ نے

بندوبست اور انتظام کیا ہے تو ایسی حالت میں آدمی اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت وعبادت اور فرماں برداری سے گریز اختیار کرے گا تو اس کا نتیجہ سوائے اس کے کیا ہوگا کہ ہلاکت ہوگی تباہی ہوگی اور کچھ نہیں ہوگا، حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی بعثت کا یہ مقصد اس بات پر دلالت کرتا ہے اور یہ بات واضح کرتا ہے کہ اللہ کا اپنی مخلوق کے ساتھ کیسا محبت کا تعلق ہے کہ ان کی ساری حاجات ساری ضروریات کو پورا کرنے کا انتظام کیا گیا ہے کسی چیز میں کوئی نقص اور کوتاہی موجود نہیں، انسانوں نے اپنی حاجتیں پوری کرنے کے لیے طریقے تجویز کیے ہیں لوگوں نے دنیا کے اندر اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے خود طریقے مقرر کیے ہیں لیکن آپ کو یقین آجانا چاہیے کہ اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مقابلے میں انسانوں نے جو طریقے اختیار کیے ہیں ان میں فلاح اور کامیابی نہیں۔ اور کیسے ہوسکتی ہے؟ انسانوں کا خالق اللہ ہے یا یہ لوگ ہیں انسانوں کی صحیح ضروریات کو جاننے والا اللہ ہے یا یہ لوگ ہیں انسان کی ضروریات کے سامان اللہ نے پیدا کیے ہیں؟ ہاں اللہ نے پیدا کیے ہیں جب اللہ نے پیدا کیے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی اس کے صحیح طریقے بتانے والے ہوسکتے ہیں یہ انسان کبھی صحیح طریقے بتلانے والے نہیں ہوسکتے ان کے اندر عقل کی بھی کمی ہوتی ہے ان کے اندر مستقبل اور ماضی کے واقعات سے نتیجہ نکالنے کی صلاحیت بھی درست نہیں ہوتی اور یہ نفس اور شیطان کے بہکاوے میں بھی آتے رہتے ہیں اس لیے ان کی تربیت کا اعتبار نہیں، سرور کائنات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو عجیب حالت تھی عجیب وغریب حالت تھی یعنی اس سے زیادہ عجیب وغریب کیا ہوگی کہ پتھروں کی پوجا کرتے اور پتھروں کے اندر نہ عقل ہے نہ دماغ نہ سننے کی صلاحیت ہے نہ بات کرنے کی صلاحیت ہے ان کے اوپر نجاست ڈال دیں تو اس کو ہٹانے کی صلاحیت بھی ان میں نہیں ہے وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں لیکن ان کو نظر نہیں آتا آپ ان کو پکار رہے ہیں لیکن وہ سن نہیں سکتے تو کیا عقل اس کی اجازت دیتی ہے کہ ان کی پوجا کی جائے لیکن وہ کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ صورت حال موجود تھی صرف اتنا نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو زندہ دفن کردیا کرتے تھے کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ ہم ان کی کفالت نہیں کرسکتے تو اس لیے ان کو زندہ دفنا دیتے، کبھی یہ خیال ہوتا کہ ہمارا معیار زندگی متاثر ہوگا کبھی یہ خیال ہوتا کہ اگر ان بچیوں کو ہم زندہ رکھیں گے تو ان کو بیاہنا پڑے گا اور ہمیں اپنے داماد لانے پڑیں گے یہ ہماری غیرت کے خلاف ہے۔ یہ ساری کی ساری فضول باتیں تھی۔ آپس کے اندر انتشار آپس کے اندر فساد اور لڑائی جھگڑے کا یہ حال تھا کہ برسہا برس گزر جاتے تھے نسلوں کی نسلیں ختم ہوجاتی تھیں اور کوئی تنازعہ ختم نہیں ہوتا تھا یہ سارے کہ سارے حالات تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے سامنے آئے اکیلے اللہ نے کہا ﴿یا یها المدثر قم فانذر وربك فكبر﴾ اے چادر اور کملی اوڑھنے والے! آپ کھڑے ہوجائیں اور ان کو ان کی ہلاکت کے اسباب سے ڈرائیں۔ آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ نے دعوت کا کام شروع کیا اور آپ کو معلوم ہے کہ یہ ہمیشہ کا دستور ہے قرآن پڑھو تو آپ کو معلوم ہوگا جتنے

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام تشریف لائے جن کی اپنی کوئی ذاتی غرض نہیں تھی جو اپنے کسی مفاد کے لیے بات نہیں کہتے تھے۔ جن کی ساری عمر امت کی فلاح اور کامیابی کے لیے تھی ان کے مقابلے کے لیے دشمن کھڑے ہوگئے اور کھڑے ہو کر ان کو ایسی ایسی اذیتیں ایسی ایسی تکلیفیں پہنچائیں کہ۔ الامان الحفیظ۔ سینکڑوں ہزاروں انبیا کو قتل کر دیا گیا...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازشیں کی گئیں، آپ کو طرح طرح سے ستایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں سب سے افضل ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کائنات میں سب سے زیادہ اللہ کے محبوب ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں سب سے زیادہ بلند کردار اور اعلیٰ صفات کے مالک ہیں۔

ہم جن کی دو ٹکے کی حیثیت نہیں، جن کی دو پیسے کی وقعت نہیں ہے ان کے ساتھ اس طرح کے واقعات نہیں بیتے جیسے واقعات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گذرے، آپ نماز پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہوئے چادر آپ کے گلے میں ڈال دی گئی، اس کو کھینچنا شروع کر دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دم گھٹنے لگا۔ آپ کے ساتھ کبھی یہ واقعہ ہوا ہے۔ آپ نماز پڑھ رہے ہیں تو نماز کی حالت میں آپ کی پشت مبارک پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے ہیں تو نجاست لا کر رکھ دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستے میں جا رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیچھے لونڈیاں لگا دی گئیں لڑکے لگا دیئے گئے جو بدتمیزی کر رہے ہیں اور آپ کا مذاق اڑا رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کام کو جاری رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر سے کام لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع الی اللہ کا طریقہ اختیار کیا اور ان تمام مراحل سے گذرنے کے بعد پھر نوبت یہاں تک آئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حالات سازگار کر دیے، تیرہ برس مکہ کی زندگی ہے اور دس برس مدینہ منورہ کی زندگی ہے، ان 23 برس میں سے آپ 19 برس نکال دیں اور دو سال آخیر کے 9ھ اور 10ھ۔ وہ ایسے ہیں کہ لوگ ان آیات کا مصداق بنتے ہوئے ﴿اذا جاء نصر اللہ والفتح، ورایت الناس یدخلون......﴾ فوج در فوج اسلام کے اندر داخل ہوگئے۔ ادھر سے بھی وفد آ رہا، ادھر سے بھی وفد آ رہا یہاں سے بھی جماعت آ رہی، وہاں سے بھی آ رہی اور سب کے سب اسلام کو قبول کر رہے ہیں۔ اور اسلام کا بول بالا ہو رہا ہے اور کفر کا منھ کالا ہو رہا ہے۔ انیس برس کے بعد یہ نوبت آئی۔ مکہ مکرمہ کی پوری زندگی ابتلاء وآزمائش ہے، مدینہ کے اندر مکہ فتح ہونے تک بالکل ایمرجنسی، کفار اور مشرکین کے ساتھ جنگ کا، حرب کا سلسلہ جاری تھا لیکن میں نے جیسے کہ عرض کیا کہ 8ھ کے بعد جب 9ھ آیا ہے تو اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے لوگوں کو اسلام کی طرف بھرپور متوجہ کیا۔ مسلمان تو پہلے مکے میں بھی تھے اور مدینہ منورہ کے اندر بھی تھے لیکن یہ کہ ان کی تعداد بہت معمولی اور بہت کم تھی اور یہ واقعہ جو 9ھ کے بعد کا ہے اس میں ان کی تعداد بہت ہوگئی، 10ھ میں جب حج کے لیے تشریف لے گئے تو سوا لاکھ آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ادھر ادھر سے جو گروہ آئے ان کو شمار نہیں

کیا۔

تو میرے بزرگو اور دوستو! اسلام کی تعلیم ہی درحقیقت سچی تعلیم ہے، وہی درحقیقت انسان کی فلاح اور کام یابی کی ضمانت ہے اور اس کے علاوہ کوئی بھی دوسرا راستہ ہو زندگی گزارنے کا وہ کام یابی کا راستہ نہیں ہے، حضرات انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی ساری کی ساری محنت انسانوں کی فلاح اور خیر کے لیے تھی اور خاتم الانبیاء والمرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخر میں تشریف لائے، دعوت دی، اللہ تبارک وتعالی نے اس صبر اور اس جبر کے بعد آپ کو جو کام یابی عطا فرمائی وہ کام یابی بے مثال ہے، چناں چہ فرمایا گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

حضرت عیسی علیہ الصلاۃ والسلام آئیں گے لیکن وہ آپ سے پہلے پیدا ہوئے اور آپ سے پہلے پیدا ہونے کے بعد جب یہود نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو آسمانوں پر اٹھالیا ﴿وما قتلوہ وما صلبوہ﴾ انہوں نے ان کو قتل نہیں کیا، انہوں نے ان کو پھانسی نہیں دی۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان کو اٹھالیا اور ان کی شبیہ ان یہود کے سامنے کردی۔ اس کے ساتھ جو انہوں نے کارروائی کی وہ کی لیکن حضرت عیسی علیہ السلام کو وہ قتل نہیں کرسکے، ارشاد خداوندی ہے ﴿ بل رفعه الله إليه ﴾ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اور یہ کہہ دیا گیا کہ وہ قتل نہیں ہوئے اور ان کو سولی نہیں دی گئی لہٰذا یہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام فوت نہیں ہوئے ان کا اجمائی عقیدہ ہے کہ وہ آسمانوں پر اٹھالیے گئے ہیں اور ان کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ وہ قیامت کے قریب حضرت مہدی کے تشریف لانے کے بعد آسمانوں سے آئیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق وہ احکام جاری کریں گے، اگرچہ وہ نبی ہیں اور رسول ہیں لیکن جب ان کی آمد ہوگی تو ان کی جو شریعت تھی وہ بہت پہلے منسوخ ہو چکی۔ وہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق عمل فرمائیں گے۔ تو عرض کرنے کا منشا یہ ہے کہ اب یہ ذمہ داری جو انبیاء کی تھی آپ پر ہے کنتم خطاب آپ سے ہے خیر امۃ۔ آپ کو بہترین امت قرار دیا گیا۔ آپ سید الانبیاء کی امت ہیں۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام امتوں کے سردار ہیں، سید الانبیاء علیہ السلام کی جو ذمہ داری تھی جب وہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ تو امت کو اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ اب آپ کا کام ہے۔ آپ آج دیکھتے ہیں کہ امت جس ذمہ داری کو انجام دے رہی ہے اس انجام دہی کا نتیجہ یہ ہے کہ پورا اسلام محفوظ ہے حضرت موسی علیہ السلام پر جو شریعت نازل ہوئی وہ محفوظ نہیں رہی، حضرت عیسی علیہ السلام پر جو شریعت نازل ہوئی وہ محفوظ نہیں رہی، کیوں؟ اس لیے کہ وہ وقتی چیزیں تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شریعت دی گئی ہے وہ آخری شریعت ہے اور وہ قیامت تک جاری رہے گی، اللہ نے اس کو قیامِ قیامت تک جاری رکھنے کا انتظام کیا ہے۔ کیا انتظام کیا ہے؟ یہ آپ کے مدرسے جو قرآن پڑھاتے ہیں، ناظرہ بھی پڑھاتے ہیں، حفظ بھی کراتے ہیں، قرات اور تجوید بھی پڑھاتے ہیں، قرآن کریم کا ترجمہ اور

اس کی تفسیر بھی پڑھاتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی پڑھاتے ہیں اور قرآن وحدیث سے جو مغز اور روح اخذ کی گئی ہے جس کو فقہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اس کو بھی پڑھاتے ہیں پوری شریعت محفوظ ہے۔ یعنی آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بال بال محفوظ ہے، آپ یہ کہہ سکتے ہیں ہر چیز محفوظ ہے تو کیوں محفوظ ہے؟ اس لیے کہ آخری شریعت ہے قیامت تک کے لیے ہے، دین کے جتنے کام ہو رہے ہیں وہ اپنی جگہ پر برحق ہیں وہ اپنی جگہ پر صحیح ہیں، دعوت وتبلیغ کا کام بھی صحیح ہے، فتوی کا کام بھی اپنی جگہ پر درست ہے، اصلاحی انجمنیں جو قائم ہوتی ہیں ان کا کام بھی اپنی جگہ پر صحیح ہے۔

تصنیف وتالیف کا جو سلسلہ جاری ہے اسلامیات کے حوالے سے وہ بھی کام اپنی جگہ پر صحیح ہے لیکن بنیاد سب کی قرآن وحدیث ہے۔ قرآن وحدیث کا بہت بڑے پیمانے پر بڑے مثبت اور مستحکم اور مضبوط طریقے پر جو انتظام ہے وہ مدرسہ کے اندر ہے، میں مدرسے کے اندر ہوں اور وہاں سے علماء پیدا ہو رہے ہیں، وہاں سے طلبہ پیدا ہو رہے ہیں آپ حیران ہوں گے کہ ہمارے پاس آج کل جو صورت حال ہے، کہیں دہشت گرد کہا جا رہا ہے، کہیں بنیاد پرست کہا جا رہا ہے، کہیں اللہ کی زمین پر بوجھ کہا جا رہا ہے، کہیں بے مقصد اور بے فائدہ بتایا جا رہا ہے ان تمام باتوں کے باوجود ان تمام حالات کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ کا کتنا عظیم احسان ہے کہ مدرسوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے، طالب علموں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے، لوگوں کا رجوع بھی مدارس کی طرف ہو رہا ہے اس لیے کہ دین کی حفاظت کی اصل بنیاد یہ مدرسے ہیں۔ میں نے آپ کو بتایا کہ دین کے جتنے کام ہیں ٹھیک ہیں، ہم ان کا انکار بالکل نہیں کرتے، وہ قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں، لیکن ان کو جو غذا ملتی ہے، ان کو جو پانی ملتا ہے اور ان کے قائم اور برقرار رہنے کے لیے جو مرکزی مقام ہے وہ مدرسہ ہے۔ یہاں آکر اس بات کی بے حد خوشی ہوئی کہ علماء متحرک ہیں اور فعال ہیں، ان کے ہاں مدرسوں میں خوب جم کر کام کرایا جا رہا ہے، دعوت وتبلیغ کے کام سے بھی ان کو مناسبت اور تعلق ہے اور اسی طریقے سے فلاحی اور اصلاحی کاموں کے اندر بھی وہ مشغول اور مصروف ہیں تو عرض یہ کرنا ہے کہ اب پیغمبر تو آئیں گے نہیں۔ حضرت عیسی علیہ السلام آئیں گے تو وہ قیامت کے قریب آئیں گے، قیامت کے آنے میں کتنا وقفہ باقی ہے وہ مجھے معلوم ہے نہ آپ کو معلوم ہے اور نہ کسی نبی کو معلوم تھا اور نہ کسی فرشتے کو معلوم ہے۔ وہ وقفہ ہمارے اعتبار سے بہت طویل بھی ہو سکتا ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ وہ طویل ہی ہے تو ایسی صورت میں اس شریعت اسلامیہ کی، اللہ کی طرف دعوت دینے کی اور اللہ کی صراط مستقیم پر لانے کی جو محنت آپ کو کرنی چاہیے، یہودی نہیں کریں گے، عیسائی نہیں کریں گے، کوئی دوسری غیر مسلم جماعت نہیں کرے گی۔ مسلمان ہی کریں گے اور آپ مشاہدہ ہے کہ کر رہے ہیں۔ لیکن یہ کہ کتنے بڑے پیمانے پر کرنا چاہیے اور کس پیمانے پر کام ہو رہا ہے؟ اگر ان دونوں کا توازن کیا جائے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کام بہت بڑے پیمانے پر ہونا چاہیے اور جو ہو رہا ہے وہ بہت مختصر پیمانے پر ہو رہا ہے تو اس بنا پر ہم سب کو یہ بات سوچنی چاہیے کہ یہی صحیح راستہ ہے

﴿ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلا يقبل منه﴾ اسلام کے علاوہ کوئی طریقہ اللہ کے ہاں قبول نہیں اور کیسے ہوسکتا ہے؟ اس لیے کہ صحیح رہنمائی اسلام ہی کرتا ہے، دوسرے لوگ صحیح راستے کی رہنمائی کرتے ہی نہیں۔ان کو صحیح راستہ معلوم ہی نہیں۔انہوں نے خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے اپنے آپ کو غلط راستے پر ڈال رکھا ہے۔وہ رہنمائی نہیں کریں گے، رہنمائی مسلمان ہی کرے گا۔اور مسلمان کو رہنمائی کا حق حاصل ہے۔اس لیے کہ صحیح راستہ اسی کے پاس ہے تو ہمیں اس کے لیے کوشش کرنی چاہیے ہمیں اس کے لیے محنت کرنی چاہیے اور بڑے پیمانے پر یہ کام کرنا چاہیے۔ میں آپ کو بطور نصیحت ایک بات کہتا ہوں، وہ یہ کہ دین کے جتنے کام ہورہے ہیں، چاہے وہ مدرسے کا کام ہو، چاہے وہ دارالافتا کا کام ہو، چاہے وہ تصنیف وتالیف کا کام ہو، چاہے وہ اصلاحی یا فلاحی جماعتوں کا کام ہو، کبھی آپ یہ نہ کریں کہ بس یہی ایک کام تبلیغ ہے اور اس کے علاوہ سارے کام غلط ہیں، لوگوں کے اندر جوش ہوتا ہے، ان کو ہدایت ملی تبلیغ کے ذریعے سے، وہ پہلے فسق وفجور کی زندگی گزارتے تھے تو فسق وفجور کی زندگی میں جو حالت تھی وہ تباہی والی حالت تھی، اللہ نے جماعت کے ذریعے سے ان کو توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور جماعت کے ذریعے سے انہوں نے راہ حق کو اختیار کیا اور وہ فسق چھوڑ دیا۔گناہ چھوڑ دیئے، وہ نیک بن گئے، وہ نمازی بن گئے، وہ تہجد گزار بن گئے وہ زکوۃ دینے والے بن گئے، وہ روزے رکھنے والے بن گئے، چوں کہ ان کو ہدایت ملی تھی تبلیغی جماعت کے ذریعے تو انہوں نے کہا کہ بس یہ ٹھیک ہیں، باقی سب غلط ہیں، سب غلط ہیں۔یہ بالکل غلط بات ہے، ایسا کبھی نہیں سوچنا، بہت سے تبلیغ میں لگنے والے لوگ یہ ذہن رکھتے ہیں کہ بس ایک کام تبلیغ ہے اور اس کے علاوہ یہ مدرسے، یہ دارالافتا، یہ تصنیف وتالیف، یہ سب فضول کام ہیں۔یہ خیال بالکل غلط ہے، آپ کی سمجھ میں یہ بات آگئی یا نہیں؟ میں تبلیغی تو نہیں ہوں، میں نے نہ سال لگایا ہے، نہ میں نے بیرونی دنیا کا تبلیغی سفر کیا ہے، لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس وقت سے جب کہ میری داڑھی بھی نہیں آئی تھی اور میں طالب علم تھا مجھے تبلیغی جماعت سے محبت ہے، میرے بیٹوں نے سال بھی لگایا ہے چوں کہ میں نے ان کو اس کام پر مقرر کیا میرے بیٹوں نے بیرونی دنیا کا سفر بھی کیا، تبلیغ کے لیے، چوں کہ میں ان کو اس کام کا حکم دیا تھا۔اس تمام کے باوجود آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں نے تبلیغ کا مخالف ہوں تبلیغ کے خلاف میں بالکل نہیں، میں تبلیغ کا زبردست موید ہوں، میں تبلیغ کی زبردست تائید کرتا ہوں، حالاں کہ کوتاہیاں وہاں ہیں، آپ کو معلوم ہو یا نہ معلوم ہو، مجھے خوب معلوم ہے، میں اچھے طریقے سے جانتا ہوں کہ تبلیغ کے مراکز میں کوتاہیاں پائی جاتی ہیں، میں پھر بھی تبلیغ کے خلاف نہیں ہوں، اس لیے کہ کوتاہیاں تو انسانی غلطیوں کا نتیجہ ہوتا ہے تبلیغ شروع کی ہے حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ نے اور تبلیغ کے کام کو آگے بڑھایا ہے حضرت مولانا یوسف رحمہ اللہ علیہ نے، ان کے بعد حضرت مولانا انعام الحسن صاحب نے یہ کام آگے کیا ہے، آپ کو معلوم ہے یہ سب مدرسے کے پڑھے ہوئے ہیں، میری مولانا الیاس صاحب سے ملاقات ہوئی ہے، مولانا

صاحب کو نہ صرف میں نے دیکھا ہے بلکہ وہ میرے حجرے میں تشریف لائے ہیں، ہم نے ان کو چائے پیش کی ہے، جب میں دیوبند میں پڑھتا تھا اس وقت۔ اور ہمارا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ جب ہم ہندوستان میں تھے تو دہلی، ہم سے زیادہ دور نہیں تھا، 60 میل کا فاصلہ ہمارے وطن سے تھا۔ ہم جب کبھی دہلی جاتے تھے تو ہمیشہ رات کو نظام الدین میں ٹھہرتے تھے۔ ہمارے دسیوں ٹھکانے تھے۔ ہمارا استقبال کرنے والے، محبت کرنے والے بہت لوگ تھے۔ لیکن کہیں نہیں جاتے تھے، نظام الدین جاتے تھے اور رات کو ہم وہاں رہتے تھے، پاکستان سے جب بھی میں ہندوستان جاتا ہوں تو ہوائی جہاز سے جاتا ہوں، دہلی اترتا ہوں تو ائیر پورٹ سے سیدھا نظام الدین جاتا ہوں۔ میری کوئی مجبوری ہو، میں اس وجہ سے کہ کوئی اور انتظام نہیں ہے وہاں جاتا ہوں، نہیں نہیں۔ میرے بہت سے انتظامات ہیں، دور دور سے لینے کے لیے لوگ ائیر پورٹ آتے ہیں، دہلی کے باہر سے، لیکن میں جا کر نظام الدین رات گزارتا ہوں تو عرض کرنے کا منشا یہ ہے کہ ان ساری باتوں سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں تبلیغ کے خلاف نہیں ہوں، میں تبلیغ کی تائید میں ہوں لیکن اس کے باوجود میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ کئی کوتاہیاں ہیں جو جماعت کے لوگوں سے سرزد ہوتی ہیں، ہم ان کو شخصی کوتاہیاں کہتے ہیں، شخصی غلطیاں کہتے ہیں جن علما نے یہ کام شروع کیا، وہ علما اپنے زمانے کے تمام اکابر کے نزدیک معتبر تھے، ان کا علم بھی معتبر تھا ان کا تقوی بھی معتبر تھا اور ان کا طریقہ کار بھی معتبر تھا۔ یہ ساری کی ساری باتیں ٹھیک تھیں تو پھر ہم کیسے کہہ دیں گے کہ تبلیغ غلط ہے نہیں کئی لوگ کہتے ہیں اور اس طرح کہنے والوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ میں اپنا نقطۂ نظر بتا رہا ہوں، میں تبلیغ کے کام کو بے حد مفید سمجھتا ہوں، تبلیغ کے کام کی وجہ سے لوگوں کی زندگی میں جو انقلاب آیا ہے اور عالمی انقلاب، ہندوستان میں صرف نہیں آیا، پاکستان میں صرف نہیں آیا، یورپ میں صرف نہیں آیا، امریکا میں نہیں آیا آپ کے آسٹریلیا میں صرف نہیں آیا، ہر جگہ آیا۔ اتنے بڑے کام کو آنکھیں بند کر کے یہ کہہ دینا کہ غلط ہے، یہ صحیح نہیں۔ ٹھیک ہے کوتاہیاں ہوتی ہیں ہمارے مدرسے ہوتے ہیں ان مدرسوں کے اندر بھی کئی کمیاں ہوتی ہیں کئی کوتاہیاں ہوتی ہیں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ مدرسہ غلط ہے اگر کوئی مبلغ آپ کے محلے میں رہتا ہے اور اس کی حرکتیں کچھ ایسی ہیں جو شایان شان نہیں ہیں تو یہ اس کی شخصی غلطی ہے، یہ تبلیغ کی غلطی نہیں ہے، تبلیغ نے اس کو یہ درس نہیں دیا تو بہرحال اب پیغمبر تو آئیں گے نہیں، لوگوں کی اصلاح اور ان کی فلاح کے لیے آپ ہی کو محنت کرنی ہے اور یہ محنت الحمدللہ ہو رہی ہے، پورے عالم کے اندر ہو رہی ہے، اس لیے کہ کام جاری ہے اور کام بڑھ رہا ہے گھٹ نہیں رہا آپ کا بھی اپنا حصہ اس کے اندر رہنا چاہیے، آپ اپنے بچوں کو لگائیں آج لوگ ہم سے آ کر کہتے ہیں کہ ہمارا خاندان آپس کے جھگڑوں اور فسادات کی نظر ہو گیا بھائی نے بھائی کے خلاف مقدمہ کروا دیا، اس طریقے کا علاج یہ ہے کہ آپ صلاح اختیار کریں آپ نیکی اختیار کریں آپ لوگوں کو حق دینے والے بنیں اپنے حق کا مطالبہ کرنے والے نہ بنیں۔ اپنے حق سے آپ درگزر کر دیں اس

کا بدلہ اللہ تبارک وتعالی آپ کو اتنا عمدہ اور بہترین عطا فرمادیں گے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے، دنیا میں اگر نہیں ہوگا تو آخرت میں تو یقیناً اللہ تبارک وتعالی عطا فرمائیں گے جہاں اس کی ضرورت بہت زیادہ ہوگی تو اس لیے آپ حضرات ان باتوں پر غور فرمائیں،

اس کے علاوہ مجھے آپ سے ایک بات اور کہنی ہے وہ یہ کہ "یہ تبلیغ ہی ٹھیک ہے" یہ رٹ نہ لگایئے اور کوئی کام ٹھیک نہیں، یہ غلط ہے اور یہ اتنی غلط ہے کہ اس طرح کی بات کہنے والوں کو میں بے تکلف احمق سمجھتا ہوں جو یہ کہیں کہ خالی تبلیغ ہی تبلیغ ہے اور مدرسے وغیرہ کچھ نہیں یہ غلط ہے یہ جوش کا نتیجہ ہے ان لوگوں کو چونکہ ہدایت تبلیغ کے ذریعے سے ملی ہے لہٰذا انہوں نے سمجھا کہ یہی سب کچھ ہے اور کچھ نہیں۔ آپ تبلیغ کے بانیوں کو دیکھیں کہ وہ کون ہیں وہ تو مدرسوں کے لوگ تھے کیا آج نظام الدین میں مدرسہ نہیں ہے کیا آج رائے ونڈ کے اندر مدرسہ نہیں ہے اگر مدرسہ کچھ نہیں تو انہوں نے کیوں مدرسے قائم کیے؟ مولانا الیاس صاحب کہاں سے پیدا ہوئے؟ مدرسہ سے ہی پیدا ہوئے۔ مولانا یوسف کہاں سے آئے؟ مدرسہ سے ہی آئے تو اس لیے آپ اپنی اصلاح کریں یہ ہرگز نہ کہیں کہ صاحب مدرسے بے کار ہیں۔ یہ دارالافتا بے کار ہیں شاید آپ کی سمجھ میں بات آئی ہو میرا دستور یہ ہے کہ میں صحیح بات کہتا ہوں کسی کے ناگوار ہونے کی پروا نہیں کرتا وہ بات یہ ہے کہ تبلیغ میں آپ جاتے ہیں اور تبلیغ میں جانے کے بعد آپ وہاں سے آتے ہیں تو آپ کی داڑھی ہو جاتی ہے پہلے مسجد نہیں جاتے تھے اب مسجد جانے لگ گئے، پہلے آپ تلاوت نہیں کرتے تھے اب تلاوت بھی کرنے لگے آپ نیک بن گئے مجھے اس سے انکار نہیں لیکن میں ایک بات آپ سے کہتا ہوں گو تلخ ہے، وہ یہ کہ تبلیغ میں جانے کے بعد اخلاق کی اصلاح نہیں ہوتی۔ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ رئیس التبلیغ ہیں وہ تبلیغ کے بانی ہیں انہوں نے اس سلسلے کا احیا کیا ہے لیکن آپ کو معلوم ہے وہ مولانا خلیل احمد سہارن پوری کے مرید ہیں شیخ الحدیث کی کتاب آپ پڑھتے ہیں فضائل نماز، فضائل زکوٰۃ، فضائل رمضان وغیرہ وغیرہ آپ کو معلوم ہے وہ مولانا خلیل احمد کے مرید ہیں تو تبلیغ کے ساتھ ساتھ یہ مشائخ سے بیعت کا تعلق قائم کرنا اور مشائخ کے ساتھ اپنی اصلاح کا رابطہ رکھنا بے حد ضروری ہے۔ ایک مصیبت یہ ہوتی ہے کہ شب جمعہ میں جن لوگوں کو منبر حوالے کیا جاتا ہے ان کے پاؤں پھر زمین پر نہیں ٹکتے، یہ منبر بھی بہت بڑی تباہی ہے، ہم دیکھتے ہیں اپنے پاس کہ جن لوگوں کو پر مقرر کر دیا گیا تو پھر انہوں نے اپنے طریقے چلانے شروع کر دیئے حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے جو طریقے تھے ان کو حذف کرنے کی کوشش شروع کر دی، بہت سے کام، بہت سے قصے پیش آتے ہیں تو عرض یہ کرنا ہے کہ جب آپ کے اکابر اخلاق کی اہمیت کے قائل ہیں اور انہوں نے باقاعدہ اپنے اخلاق کی اصلاح کروائی ہے تو پھر آپ تبلیغ میں چلہ لگا کر یا تبلیغ میں تینچلے لگا کر یا تبلیغ میں سال لگا کر یا تبلیغ میں بیرونی دنیا کا سفر کرنے کے بعد اس اخلاق کی اصلاح سے بے نیاز کیسے ہوگئے؟ یہ بہت بڑی خامی ہے۔ یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ صاحب ہم

نے تو تبلیغ کے اندر وقت لگایا ہے اور ہم سالانہ چلہ بھی دیتے ہیں لہٰذا ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے، آپ کو دوسروں سے زیادہ ضرورت ہے۔ آپ کو دوسروں سے زیادہ اس لیے ضرورت ہے کہ دین کی نمائندگی کر رہے ہیں، آپ دین کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں، جب آپ نے یہ منصب اختیار کیا ہے کہ آپ دین کے داعی بن گئے ہیں تو ایسی صورت میں آپ کے اخلاق کی اصلاح ہونی چاہیے، ریاکاری نہیں ہونی چاہیے، اپنی بات کی ضد نہیں ہونی چاہیے اپنے گھریلو معاملات کی اصلاح بے حد ضروری ہے، ایک تبلیغی آدمی تھے اب بھی ہیں انہوں نے ایک دن اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو دوزخ میں جب جائے گی تو میں جنت سے عذاب کا نظارہ کروں گا اس طرح کی باتیں کرنا اخلاق سے محروم ہونے کی دلیل ہے، کام کرو، خوب کرو، خوب کرو، بڑا فائدہ ہے، بڑی اس میں برکت ہے اور بڑے اس کے اچھے اثرات ہیں لیکن یہ کہ ذہن میں رکھنا کہ اخلاق کی اصلاح جب تک کسی کامل مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیا جائے جس طرح میت غسل دینے والے کے حوالہ ہوتی ہے اس طریقہ سے اپنے آپ کو اس کے حوالہ نہ کیا جائے۔ اس وقت تک اخلاق کی اصلاح نہیں ہوتی۔ تبلیغ میں عام طور پر لوگ اپنے آپ کو اس سے بے نیاز سمجھتے ہیں یہ نقطۂ نظر درست نہیں غلط ہے میں نے آپ کو مختصر سی بات یہ بتلائی کہ تبلیغ کے بڑے لوگ ہیں جنہوں نے اس کام کو شروع کیا ہے وہ تو باقاعدہ بیعت ہوئے ہیں انہوں نے تو باقاعدہ شیخ کے ساتھ تعلق قائم کیا ہے اور انہوں نے اپنے اعمال اور اخلاق کی شیخ سے اصلاح کروائی ہے، اگر آپ کے عام تبلیغی دوست اس کو ضروری نہ سمجھیں تو یہ ان کا خیال صحیح نہیں ہے بس اللہ تبارک وتعالیٰ جو کچھ گزارشات کی گئی ہیں ان کو قبول فرمائے اور ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امت مسلمہ پر جو زوال آیا ہوا ہے اس کو کمال سے تبدیل فرمائے اور اس کیفیت کو ختم فرمائے اور جو لوگ اسلام اور اہل اسلام کے دشمن ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو ان کے ارادوں میں ناکام فرمائے اور مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔

☆☆☆

محاسب وفاق کو صدمہ

محاسب وفاق المدارس العربیہ پاکستان چوہدری محمد ریاض عابد صاحب کے والد محترم حاجی بشیر احمد صاحب یکم مئی ۲۰۰۷ء کو قضائے الٰہی سے اس دارفانی سے ۸۰ برس کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ماہنامہ وفاق المدارس کے تمام کارکنان جناب محاسب صاحب کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین۔ (ادارہ)